جناب طارق عمیر عثمانی

سعودی عرب

ڈش اینٹینا پر پابندی ــــ اخلاقی قدروں کی حفاظت

ٹیلی ویژن جو ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے اور جس پر ہم آج خبروں کے لیے بڑی حد تک انحصار کرتے ہیں، رفتہ رفتہ ہماری تہذیبی قدروں کو پامال کر رہا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں دنیا بھر میں اسٹار ٹی وی اور سٹلائٹ چینلوں کے ذریعہ جس طرح مغرب نے اپنے بے حیا کلچر کو پوری دنیا پر مسلط کرنے کی مہم چلا رکھی ہے اس سے اخلاقی اقدار والا ہر معاشرہ بلبلا اٹھا ہے۔

گزشتہ دنوں سعودی حکومت نے اس مسئلے پر بہت کچھ غور و فکر کے بعد بالآخر ڈش انٹینا پر پابندی عائد کر دی، حکومت کے اس فیصلے کے بعد تقریباً ایک لاکھ ڈش انٹینا سعودی گھروں کی چھتوں سے اتر جائیں گے۔ اس فیصلے نے جہاں روایتی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی ہے وہیں ٹیلی ویژن کے شائقین پر یہ خبر گراں گذرے گی، ادھر چند سالوں سے ایسا محسوس کیا جا رہا تھا کہ ڈش انٹینا کے ذریعہ ملک کے اندر یورپ اور امریکہ جیسا ماحول بننے کا دروازہ کھل گیا ہے کیونکہ ان چینلوں پر صرف سی، این، این اور بی بی سی کے پروگرام ہی نہیں آتے تھے بلکہ ترکی سے نشر ہونے والے جنسی تلذذ کے پروگرام حتیٰ کہ اسرائیل کا نشریاتی چینل بھی سعودی شائقین کی دسترس میں آگیا تھا۔ ایسی صورت میں اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ حکومت ذرائع ابلاغ پر اپنی اخلاقی پالیسی کی وضاحت کرے۔ اور اسی کے مطابق صرف ان پروگراموں کو ملک میں داخلے کی اجازت ملے جو اسلامی اور قدیم سعودی معاشرہ کی قدروں سے میل کھاتی ہوں۔

حکومت کے نئے فرمان کے مطابق اب ڈش انٹینا استعمال کرنے والے کسی بھی شخص پر ۴۰ لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے، واضح رہے کہ سعودی فیصلے سے پہلے قطر کے حکمرانوں نے بھی ڈش اینٹینا پر پابندی لگا دی تھی اور صرف ان چینلس کو ملک میں داخلے کی اجازت دی تھی جو اُن کے معاشرتی اقدار سے میل کھاتے ہوں۔ ایسا کرنے کے لیے حکومت نے ایک سنسر بورڈ قائم کیا ہے جو غیر متنازعہ پروگرام کو کیبل کے ذریعہ شائقین تک پہنچاتا ہے، جوں ہی بے حیائی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں سنسر اسے حذف کر دیتا ہے۔

جو لوگ مشرق وسطی میں ڈش اینٹینا کے خلاف ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہمارا قدیم روایتی اور اسلامی معاشرہ

ان مناظر کی اجازت نہیں دیتا جو بالعموم ان پروگراموں کا حصہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ بی بی سی کا پروگرام "نمائش لباس" اور سی، این، این کا "اسٹائل شو" عورتوں کو جس نیم برہنہ حالت میں دکھاتا ہے اس کی اجازت دینا بھی مشکل ہے حالانکہ کہنے کو یہ سب خبروں کے چینل ہیں لیکن خبروں کے نام پر اپنی ثقافت کو ہمارے معاشرے پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے ہمیں ان سازشوں سے ہوشیار رہنا ہوگا اور اگر اپنی قدریں عزیز ہیں تو اس سیلاب کو روکنے کے لیے موثر قدم بھی اٹھانا ہوگا۔

سعودی عرب نے کیبل کا نظام تو فراہم نہیں کیا ہے البتہ اس نے مائیکرو ڈیو ٹرانسمیشن سسٹم کے ذریعہ ان پندرہ چینلوں کو سنسر کرنے کا انتظام کرلیا ہے، اس نظام کے ذریعہ اب پروگراموں سے بے حیا مناظر حذف کرکے شائقین تک اسی لمحے پہنچایا جاسکے گا۔ سعودی حکومت نے پچھلے دنوں ذرائع ابلاغ کی دنیا میں ایک انقلابی قدم اس وقت اٹھایا تھا جب اس نے لندن میں ایم، بی، سی یعنی مڈل ایسٹ براڈ کاسٹنگ سنٹر قائم کیا تھا جو آج بھی پوری عرب دنیا میں لندن سے عربی میں خبریں اور پروگرام نشر کرتا ہے۔ یہ پروگرام عرب سامعین کو جدید دنیا سے باخبر بھی رکھتا ہے، ان کی دلچسپی کے پروگرام بھی پیش کرتا ہے اور مغرب کی جنس زدہ ثقافت سے محفوظ بھی رکھتا ہے۔ ایم، بی، سی کے نائب صدر نے سعودی عرب کے حالیہ اقدام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ

"یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرے کو اور اس کی مذہبی و ثقافتی قدروں کو تحفظ فراہم کرے اور ان ٹیلی ویژن پروگراموں کو اپنے ملک میں داخلے کی اجازت نہ دے جو ثقافت کو تباہ کرنے والی ہوں۔"

مغرب کے جنس زدہ پروگراموں کا متبادل فراہم کرنے کے لیے سعودی عرب نے اور بھی کئی بڑے قدم اٹھائے ہیں مثال کے طور پر اس سال کے آخر تک سعودی حکومت کے تین سیٹلائٹ نٹ ورک کام کرنے کی پوزیشن میں ہونگے جو تقریباً مختلف زبانوں میں دس سے زائد چینل دکھا سکیں گے۔ ایم، بی، سی اس سلسلے کا پہلا تجربہ ہے، جس نے بہرحال ٹیلی ویژن کی دنیا میں اپنا مقام بنا لیا ہے، مبصرین کا کہنا ہے کہ دوسرے مسلم ممالک بھی شاید اس سلسلے میں سنجیدگی سے کچھ سوچ رہے ہیں۔